پروفیسر تسنیم جہاں

عالمی امن کا فقدان اور اسلحہ کی دوڑ
(اسلام کی نظر میں حل)

موجودہ دور کی صورتِ حال

اس مضمون میں امن کے فقدان اور اسلحہ کی دوڑ کے بارے میں بحث کی جائے گی۔ اسلام کیا حل مہیا کرتا ہے۔ اس پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔ اگر ہم عصر حاضر پر نظر ڈالیں تو جو چیز بہت واضح نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ جوں جوں دنیا نے ترقی کی ہے ویسے ہی اس دنیا سے امن اور سلامتی کا خاتمہ ہوا ہے۔ انسانی ترقی نے اس امن کے فقدان میں دو طرح سے مدد کی ہے۔

(۱) مادی ترقی اور اس کے زیر اثر فروغ پانے والے تاثرات مثلاً مادیت پرستی، نفس پرستی۔ سیکولرزم وغیرہ۔

(۲) دوسرے تکنیکی ترقی اور سائنسی ترقی نے اس طرح کے جدید ہتھیار ایجاد کیے ہیں کہ وہ چند گھنٹوں میں پوری انسانیت کو صفحہ ہستی سے مٹا سکتے ہیں۔

مادیت پرستی اور سائنسی ترقی کو جب ملا دیا جائے اور مذہب کے عنصر کو خارج کر دیا جائے تو اس سے انسانیت بربادی اور کشت وخون کے دہانے پر پہنچ جاتی ہے۔ اخوت۔ محبت بھائی چارے۔ باہمی ہمدردی جیسے تصورات ختم ہو جاتے ہیں۔ انسان انسان کا دشمن بن جاتا ہے۔ حقارت۔ لسانی ثقافتی۔ مذہبی تعصبات۔ جنم لیتے ہیں جو کہ آپس میں کش مکش میں مبتلا ہو کر نہ صرف عدم استحکام پیدا کرتے ہیں بلکہ استحصال اور مفاد پرستی کے کلچر (Culture) کو فروغ دیتے ہیں۔ اس سے نہ صرف یہ کہ مختلف اقوام آپس میں برسرپیکار ہو جاتی ہیں جن سے دنیا میں

خونریزی شروع ہو جاتی ہے۔اور امن کا فقدان پیدا ہو جاتا ہے بلکہ قوم کے اندر بھی ہر شخص ذہنی انتشار اور تذبذب کا شکار رہتا ہے۔ ایک غیر یقینی کی صورت ہوتی ہے اور ذہنی امن کا بھی فقدان ہوتا ہے۔

دورِحاضر میں اس کی واضح مثالیں موجود ہیں عالمی سطح پر امن کا فقدان ہے۔ حقارت۔ تعصب۔ مادیت پرستی اور تنگ نظری کا کلچر زوروں پر ہے۔ ہر سو ایک عالمی فساد برپا ہے۔ افغانستان۔ کشمیر۔ بوسنیا۔ صومالیہ فلسطین اور دنیا کے دیگر خطوں میں جنگ کے شعلوں نے لاکھوں کروڑوں بے گناہ افراد کی جان لے لی ہے۔ اور ہر طرف عدم تحفظ اور غیر یقینی کی صورتحال ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ دنیا نے مادی ترقی کی محدودیت کا یقین کرنا چھوڑ دیا ہے۔ سیکولرزم فیشن بن گیا ہے۔ اور مذہب کو دین سے جدا کر دیا گیا ہے اور جب مذہب/ دین کو سیاست سے جدا کر دیا جائے تو علامہ اقبال کے الفاظ ہیں:

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

چناں چہ ہم دیکھتے ہیں:

آج کل کی ترقی یافتہ اقوام خصوصاً مغربی قومیں اپنی حرکات میں کسی طرح بھی ہلاکوخان اور چنگیز خان سے پیچھے نہیں ہیں۔ جب کہ مسلمان نہ صرف آپس میں انتشار کا شکار ہیں اور برسرپیکار ہیں بلکہ مغربی اقوام سے بھی بری طرح پٹ رہے ہیں۔ تمام اسلام دشمن عناصر مسلمانوں کے خلاف متحد ہیں جب کہ مسلمان فرقہ واریت کی وجہ سے غیر متحد ہیں اور کمزور اور سیاسی طور پر مضمحل ہو چکے ہیں۔ انھیں کبھی Fundamentalist islamiest, Islamiest Extremist وغیرہ کا نام دے کر مذہبی تعصب پرستی کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ دراصل یہ شروع سے جاری رہنے والے Crusades کی جدید شکل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جتنے بھی بڑے Conflicts دنیا میں ہیں خواہ وہ فلسطین ہے۔ کشمیر ہے۔ بوسنیا ہے۔ الجزائر ہے یا عراق ہے یا چیچنیا وہ مسلمانوں اور دیگر غیر مسلم عناصر کے درمیان ہے اور مسلمان اس میں پس رہے ہیں۔ ایک وقت کی حکمران قوم جنھوں نے نیل کے ساحل سے لے کر افریقہ کے صحراؤں اور وسطی ایشاء کی وادیوں

تک حکمرانی کی آج مغرب کے ہاتھوں تباہی کا شکار ہے۔

اسلحہ کی دوڑ اور امن عالم کا مسئلہ

موجودہ دنیا اس وقت گوناگوں مسائل کی آماجگاہ بن چکی ہے۔ اگر ایک طرف بیروزگاری، مہنگائی، ماحولیاتی آلودگی، نسلی امتیاز اور ناخواندگی جیسے مسائل ہیں تو دوسری طرف آبادی۔ دہشت گردی، لاقانونیت، معاشی انتشار اور سیاسی خلفشار جیسے مسائل نے دنیا کو لوگوں کے لیے جہنم بنا رکھا ہے۔فرقہ واریت،لسانیت،صوبائیت اور سرمایہ دارانہ نظام اس کے علاوہ ہیں۔

لیکن ان تمام مسائل میں سے سب سے اہم مسئلہ امن عالم کا ہے۔ دنیا کے ہر خطے میں یہ موضوع زیر بحث آرہا ہے کہ دنیا میں پائیدار امن کا قیام کیسے عمل میں لایا جائے۔ دنیا اس وقت مختلف خطوں میں بٹی ہوئی ہے۔ اور اس وقت ان خطوں کے درمیان مختلف مفادات کی جنگ اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ انسان انسانیت کا دشمن بن چکا ہے۔ اور آدمی ہی آدمیت کو اس کائنات سے ناپید کرنے کی سازش کا شکار ہے۔ اپنے مفادات کے حصول کی خاطر مخالفین کے خلاف اسلحہ کا استعمال تو صدیوں پہلے شروع ہو چکا تھا لیکن موجودہ ترقی یافتہ دور میں تو اقوام عالم کے درمیان اسلحہ کی دوڑ اس حد تک جا چکی ہے کہ اس کے باعث نہ صرف امن عالم کو خطرہ ہے بلکہ دیگر سماجی، معاشرتی اور سیاسی مسائل بھی اسی اسلحہ کی دوڑ کے باعث پیدا ہوئے ہیں۔

ماضی قریب کا ایک طائرانہ جائزہ لینے سے یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ امریکا اور روس کے درمیان اپنے اپنے مفادات کے حصول کی خاطر اسلحہ کی دوڑ اس حد تک خطرناک صورتحال اختیار کر چکی تھی کہ ایک وقت میں دنیا تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی تھی۔ اسی طرح دنیا کی دیگر اقوام کے درمیان بھی اسلحہ کی دوڑ جاری تھی اور جاری ہے۔ انڈیا پاکستان کے تعلقات بھی گزشتہ کئی دہائیوں سے اسلحہ کی دوڑ کے باعث تلخ چلے آرہے ہیں۔ ایٹمی اور کیمیاوی ہتھیاروں کی دوڑ نے ان دونوں ممالک کے قیمتی ذخائر کو چاٹ لیا ہے۔ دونوں ممالک اسلحہ بنانے اور اس کو ترقی دینے میں اس حد تک جا چکے ہیں کہ ان دونوں ممالک کے عوام زندگی کی تقریباً تمام بنیادی سہولتوں سے محروم چلے آرہے ہیں۔ اور وہ رقم جو انسانیت کی فلاح و بقا پر خرچ کی جاسکتی تھی اس سے انسانیت کی تباہی و بربادی کے حالات پیدا کیے جارہے ہیں۔

اقوام کے درمیان اسلحہ کی دوڑ کی وجوہات

اگر آج دنیا میں وسیع پیمانے پر اسلحہ بنایا اور خریدا جا رہا ہے تو اس کی بے شمار وجوہات ہیں۔ کچھ وجوہات یہ مہلک ہتھیار بنانے والے ممالک کے ذاتی مفادات کا نتیجہ ہیں تو کچھ مختلف اقوام اور نسلوں کے لوگوں کی برتری کا احساس۔

اسلحہ کی دوڑ کی چند اہم وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ اسلحہ بنانے والے ممالک کے مفادات

جدید دور میں امریکا برطانیہ' فرانس اور روس اسلحہ بنانے والے بڑے ممالک ہیں۔ جہاں ہزاروں افراد روزانہ ہزاروں فیکٹریوں میں انسانیت کو تباہ کرنے والے اسلحہ جات اور گولہ بارود کی تیاریوں میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں۔ اس طرح لاکھوں افراد کو روزگار ملتا ہے اور ان ممالک کو بے روزگاری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ یہ ممالک اپنے تیار کردہ اسلحہ کو غریب ممالک اور بالخصوص تیسری دنیا میں فروخت کرتے ہیں جہاں آمر حکومتیں اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے اس اسلحہ کا بے دریغ استعمال کرتی ہیں۔ یہ بڑے ممالک ان چھوٹے ملکوں کے باہمی تنازعات کو بھی ختم نہیں ہونے دیتے کیوں کہ اس کا نتیجہ ان کی فیکٹریوں کی بندش اور شہریوں کی بیروزگاری ہے۔

۲۔ مذہبی تعصب اور قومی بقا

بیسوی صدی کے آخری سالوں میں مذہب سے دوری کے باوجود مذہبی تعصب اپنی آخری حدوں کو چھو رہا ہے۔ بوسنیا، کشمیر اور فلسطین، میں مسلمانوں سے مذہبی اور تاریخی بنیادوں پر انتقام لیا جا رہا ہے۔ انتہائی خوف ناک اور جدید قسم کا اسلحہ مسلمانوں کو مذہبی تعصب کی آگ میں بھسم کرنے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ (Greater Serbia) اور اکھنڈ بھارت کے نعرے بھی اسلحہ کی دوڑ کو کم نہیں ہونے دیتے۔

۳۔ نسلی اور معاشی وجوہات

موجودہ دور کا انسان پیٹ کا بندہ بن کر رہ گیا ہے۔ اور یہی صورتِ حال قومی اور ملکی

سطح پر بھی جاری ہے۔ اگر انفرادی طور پر ایک انسان پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لیے دوسرے انسان کے گلے پر چھری چلا رہا ہے تو ایک ملک بھی دوسرے ملک سے زیادہ سے زیادہ معاشی مفادات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور بعض اوقات معاشی مفادات کی جنگ تباہی کی خوفناک حدوں کو چھونے لگتی ہے۔ دوسری جنگ عظیم جس میں کروڑوں انسان لقمہ اجل بنے، کی بہت سی وجوہات میں سے ایک وجہ تجارتی منڈیوں کی تلاش اور نسلی کشمکش بھی تھی۔ اور یہ کھینچا تانی آج بھی جاری ہے۔ امریکا چین پر تجارتی پابندیاں عائد کرنا چاہتا ہے۔ ایران، عراق، لیبیا، اور شمالی کوریا بھی نشانہ بن چکے ہیں۔ سیاسی دنیا کی یہی باتیں اسلحہ کی دوڑ میں اضافہ کا سبب بن چکی ہیں۔

رنگ اور نسل کا فرق بھی اسلحہ کی دوڑ میں اضافے اور دہشت گردی کا ایک بڑا سبب ہے۔ برطانیہ، امریکا جنوبی افریقا اور بوسنیا کے علاوہ عرب علاقوں میں نسلی امتیاز کی بنا پر لوگوں کو بے دریغ قتل کیا جا رہا ہے۔ جرمنی میں نازی ازم ایک بار پھر منظر عام پر آ رہا ہے۔ نتیجتاً نسلی گروہ اپنی برتری اور بقا کے لیے اسلحہ چاہتا ہے۔ اور اس طرح اس دوڑ میں شامل ہو جاتا ہے۔

۴۔ اسلحہ کی دوڑ اور دہشت گردی میں میڈیا کا کردار

آج کی دنیا سمٹ کر ایک گاؤں بن چکی ہے۔ وقت اور فاصلے کی طنابیں کھینچ چکی ہیں۔ صومالیہ جیسے غریب اور دور افتادہ ملک میں ہونے والا واقعہ بھی تھوڑے سے وقت میں ساری دنیا میں پھیل جاتا ہے۔ اس تیزی اور برق رفتاری میں میڈیا کا کردار بڑا واضح ہے۔ ٹی وی، ریڈیو، سینما، وی سی آر اور ڈش انٹینا پر ایسی فلمیں اور ڈرامے دکھائے جاتے ہیں جو تشدد اور انتہا پسندی کو فروغ دیتے ہیں۔ اسلحہ کی بے تحاشا نمائش اور بے جا استعمال سے جرائم کو ہوا ملتی ہے۔ لہٰذا امن عالم کے ضمن میں ذرائع ابلاغ ابھی تک مثبت کردار ادا کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

اسلحہ کی دوڑ کے نتائج

اقوام عالم کے درمیان اسلحہ کی بے جا دوڑ سے نہ صرف امن عالم کو ہی خطرہ لاحق ہوا ہے بلکہ دیگر سماجی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی مسائل نے بھی جنم لیا ہے۔

سب سے پہلے تو اسلحہ کی تیاری پر اتنا کچھ خرچ کیا جا رہا ہے کہ اسلحہ بنانے والے کچھ

ایک عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ چاند کی فضیلت دوسرے تمام ستاروں پر (سنن ابوداود وترمذی)

ممالک تو اپنے لوگوں کو زندگی کی بنیادی سہولتیں بھی نہیں دے سکے۔ لوگ تعلیم، روزگار، پینے کے صاف پانی، سڑکوں، رہائش اور آلودگی جیسے مسائل کا شکار ہیں۔ لیکن ان کی حکومتیں محض اسلحہ بنانے اور خریدنے پر ہی سب کچھ صرف کر دیتی ہیں۔

پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ امن عالم کو اسلحہ سے ایک مستقل خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔ جس کے باعث لوگ ایک مستقل خوف کی کیفیت کا شکار رہتے ہیں۔ جس سے بہت سے دماغی امراض اور نفسیاتی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

اسلحہ کی دوڑ کے باعث مختلف ممالک کے آپس کے تعلقات بھی تلخ رہتے ہیں۔ اس کی ایک واضح مثال پاک بھارت تعلقات ہیں۔

اسلحہ کی دوڑ کے باعث معاشرے میں بدامنی اور لاقانونیت پھیل رہی ہے۔ لوگ مستقل غیرمحفوظ ہیں کہ کب اسلحہ کا استعمال شروع ہو جائے اور ان کی زندگیوں کو خطرات لاحق ہوجائیں۔ دس سال پہلے چرنوبل (روس) کے ایٹمی ری ایکٹر سے زہریلی گیسوں کے اخراج کے مضر اثرات کے باعث ۲۰۰۰/ایکٹر زمین متاثر ہوئی۔ اور اس کے اثرات ۳۰/کلومیٹر علاقے تک پھیل گئے۔ ۳۰۰ سے زیادہ بچے Thyroid Cancer کا شکار ہوئے۔ اسی طرح آسٹریلیا میں بھی ایک نیم پاگل شخص نے تقریباً ۳۵/آدمیوں کو بیک وقت گولیوں سے بھون ڈالا۔ ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ اسلحہ کسی بھی معاشرے کے لیے کس قدر مضر ثابت ہوسکتا ہے۔

اسلام میں امن عالم کے مسئلے کا حل

اسلام سلامتی اور سکون کا مذہب ہے۔ اسلام کا مقصد ایک فلاحی معاشرہ کا قیام ہے جس میں لوگوں کو پورے پورے سماجی معاشی معاشرتی اور سیاسی حقوق حاصل ہوں اور اسلام کے نظام زندگی کے فیوض و برکات سے لوگ پوری طرح مستفید ہوسکیں۔

اسلام اقوام عالم کے لیے مفادات کے صحرا میں ایک نخلستان کی مانند ہے جس کے گھنے اور سایہ دار درختوں کی چھاؤں میں آج کی تڑپتی اور بھٹکتی انسانیت امن اور راحت پاسکتی ہے۔

اسلام مسلمانوں کو ایک مکمل نظام حیات عطا کرتا ہے۔ یہ نہ صرف امن کے متعلق بلکہ حالت جنگ کے متعلق بھی مسلمانوں کی راہنمائی کرتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

تیاری کرو۔ جتنی بھی کی جاسکتی ہے۔ قوت حاصل کرنے کے لیے ہر وقت گھوڑوں کو تیار باندھے رکھوتا کہ تم اپنے اور اللہ کے دشمن کو ڈرائے رکھو۔

(الانفال: ۶۰)

یعنی جدید ترین ٹیکنالوجی کا حصول حکم الٰہی ہے اس سے آگے ارشاد ہوتا ہے کہ:

''کچھ اور بھی لوگ ہیں جنھیں تم نہیں جانتے لیکن اللہ انھیں جانتا ہے۔''

اصل میں اسلام امن و آشتی اور صلح کا مذہب ہے۔ یہ اگرچہ اپنے ماننے والوں کو کفار کے خلاف جنگ کے لیے تیار رہنے کا حکم دیتا ہے لیکن اس کی اصل منشا یہی ہے کہ ایک پُرامن، پُرسکون اور جدید معاشرہ قائم کیا جائے۔ لہٰذا اسلحہ کی دوڑ کے باعث امن عالم کو جو خطرہ درپیش ہے اسلام کی نظر میں اس کا حل مندرجہ ذیل ہے:

ا۔ بے جا مفاد پرستی کی ممانعت

اسلام بے جا مفاد پرستی کے خلاف ہے۔ اسلام اگر ایک طرف لوہے کا استعمال سکھاتا ہے (سورۃ الحدید) تو دوسری طرف فساد کرنے والوں اور خدا کے نافرمانوں کے خلاف استعمال کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اسلام دنیا کے وسائل میں تمام انسانوں کو برابر کا حصہ دار گردانتا ہے کسی کی اجارہ داری کو اسلام تسلیم نہیں کرتا بلکہ کوئی بھی انسان دنیا کے وسائل کو صحیح طریقے سے استعمال کرکے ان سے نفع کما سکتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مسلمانو! ایک مسلمان کا مال، جان اور آبرو دوسرے مسلمان کے لیے محترم ہیں۔''

اسی طرح ایک جگہ ارشاد ربانی ہے:

''لوگو! ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ۔''

گویا اگر ہم آج بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات پر سچے دل سے عمل کریں تو امن عالم کا مسئلہ حل کیا جاسکتا ہے۔

☆ کتاب وسنت سے اخذ کردہ احکام، فقہی احکام کہلاتے ہیں ☆

۲۔ مذہبی اور نسلی تعصب کا خاتمہ

اسلحہ کی دوڑ میں اضافہ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لوگ مذہبی اور نسلی تفاخر کی بنا پر مخالفین کو زیر کرنے کے لیے اسلحہ استعمال کرتے ہیں۔ جب کہ مذہبی اور نسلی تفاخر کو آج سے چودہ سو سال پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں ختم کر دیا تھا:

''لوگو! سن لو تمھارا پروردگار ایک ہے۔ اور تمھارا باپ ایک ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر کسی عجمی کو عربی پر، کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں مگر صرف تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنا پر۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رنگ، نسل اور زبان کی بنیاد پر فضیلتوں کو ختم کر دیا اور تقوی کو معیار مقرر فرمایا۔

اگر اسلام کی ان تعلیمات کو سامنے رکھا جائے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع سے ملتی ہیں تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ دنیا سے نسلی بنیاد پر تعصب کا خاتمہ ممکن ہے۔ اگر یہ تعصب ختم ہو جائے تو یقیناً دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

۳۔ اسلامی نظام مساوات کا قیام

اس وقت دنیا میں انسانی مساوات کا فقدان ہے۔ لوگوں کے ساتھ ان کے رنگ، نسل، زبان اور قبیلہ سے وابستگی پر نظر رکھ کر سلوک کیا جاتا ہے۔ دنیا میں انسان پر انسان کی برتری کا غیر عادلانہ نظام کام کر رہا ہے۔ جب کہ اسلام انسانی مساوات کا علمبردار ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر انسان پر انسان کی مصنوعی برتری کے بتوں کو پاش پاش کر دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''سب انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے۔''

اسی طرح قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

''سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

آج اگر مسلمانوں کے ساتھ دنیا میں بڑی سے بڑی زیادتی بھی ہوجائے تو کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اس کی زندہ مثالیں بوسنیا، کشمیر اور فلسطین میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

اگر دنیا میں اسلامی نظام مساوات کو سامنے رکھ کر ایک نظام تشکیل دیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ دنیا دوبارہ امن کا گہوارہ نہ بن سکے۔ لوگ اگر مل جل کر مظلوم کی داد رسی کریں اور ظالم کے خلاف لڑائی کا اعلان کر دیں تو اسلحہ کی بے جا دوڑ کا خاتمہ کسی حد تک ممکن ہے۔

۴۔ اسلامی بین الاقوامی قانون کی پابندی

دنیا میں آج انتشار اور بدامنی اس لیے ہے کہ ہر ملک دوسرے ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنا اپنا فرض خیال کرتا ہے۔ اسی طرح کوئی بھی ملک بین الاقوامی قانون کی روح کے مطابق اپنی پالیسیوں کی تشکیل نہیں کرتا۔

اسلام کا ایک اپنا بین الاقوامی قانون ہے۔

اسلام فتنہ و فساد کو ختم کرنے کے لیے آیا ہے۔ اس کی خارجہ پالیسی کا بنیادی اصول یہ ہے عالم میں امن قائم کیا جائے۔ قرآن انسانی خون کے بہانے کو گناہ عظیم قرار دیتا ہے الا یہ کہ حق کے ساتھ ہو۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

> ''جس نے سوائے اس کے کہ قصاص لینا ہو یا ملک میں فساد پھیلانے والوں کو سزا دینی ہو، کسی انسان کو قتل کیا تو اس نے گویا تمام انسانوں کا خون کیا اور جس کسی نے کسی کی جان بچائی گویا اس نے تمام انسانوں کو زندگی دے دی۔'' (المائدہ:۳۲)

گویا اسلام کا مقصد امن قائم کرنا اور انسانی زندگی کو سکون کی دولت سے مالا مال کرنا ہے۔ اسی وجہ سے اسلام نے طاغوت کی طاقت کو ختم کرنے اور زمین سے فتنے کو مٹانے کو کہا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

> ''اور ان سے اس وقت تک لڑتے رہو جب تک فتنہ و فساد ختم نہ ہو جائے۔ اگر وہ فتنہ و فساد سے باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی سے زیادتی نہیں کرنی چاہیے۔'' (البقرہ۱۹۳)

اسی طرح اسلام جغرافیائی حدود کو انسانیت کو مستقل طور پر بانٹنے والی حدود نہیں مانتا۔ وہ ایک عالمی انسانی برادری قائم کرنا چاہتا ہے جو ایک قانون کے تابع اور ایک مرکز سے وابستہ

ہو۔ جس میں انسانوں کو گروہوں میں تقسیم کرنے والی چیزیں نسل، رنگ، زبان اور وطنی حدود نہ ہوں بلکہ پوری انسانیت ایک خاندان بن جائے۔

حدیث میں پوری انسانیت کو ''عیال اللہ'' کہا گیا ہے۔

اسی طرح عہد و پیمان کی پابندی بھی اسلام کی بین الاقوامی پالیسی کا اہم اصول ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: ''اے ایمان والو! اپنے معاہدے پورے کرو۔'' (المائدہ:۱)

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

''پس ان سے ان کا عہد ان کے وعدہ تک پورا کردو۔'' (التوبہ:۴۰)

گویا اگر ہم صرف اسلام کے بین الاقوامی قانون پر ہی ٹھیک طریقے سے عمل کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ دنیا امن کا گہوارہ نہ بن جائے۔

یہ چند تجاویز تھیں جن پر اگر عمل کیا جائے تو پائیدار امن کا قیام عمل میں لایا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی چند اقدامات ہیں جن پر عمل کرکے انسانوں کے پر امن اور بھائی چارگی سے رہنے کے مقصد کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ سب مہلک ہتھیاروں کو نہ صرف تباہ کر دیا جائے بلکہ ان کی تیاری پر بھی پابندی لگا دی جائے۔ اس مقصد کے لیے رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لیے ذرائع ابلاغ ونشریات کا ہر ممکن استعمال کیا جائے۔ پھر ان وجوہات کو ختم کرنے کی ضرورت ہے جن کے باعث مختلف ممالک اسلحہ خریدتے، فروخت کرتے اور تیار کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے نئے ادارے قائم کیے جائیں، پہلے سے قائم اداروں کا کردار مزید مؤثر بنایا جائے۔

مختلف سیاسی مفادات بھی اسلحہ کی دوڑ کا بہت بڑا سبب ہیں۔ سب سے پہلے تو ان سیاسی مسائل کا منصفانہ حل تلاش کیا جانا چاہیے۔ دوسرے ان مسائل کے حل کے لیے جو ادارے قائم کیے گئے ہیں ان کے کردار کو بہتر بنایا جائے تاکہ یہ مسائل حل کرنے کے لیے اسلحہ استعمال کرنے کی نوبت ہی نہ آسکے۔ لہٰذا اگر اسلام کے زریں اصولوں پر عمل کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ دنیا میں پائیدار اور منصفانہ امن قائم نہ کیا جاسکے۔